رسائل و مسائل

حیاتِ برزخ

سوال۔ تفہیم القرآن کا مطالعہ کر رہا ہوں، الحمد للہ بہت اچھے طریقے سے مضامین قرآن مجید ولنشیں ہو جاتے ہیں لیکن بعض مواقع پر کچھ اشکال محسوس ہوئے ہیں۔ ان کو پیش خدمت کیے دیتا ہوں، براہ کرم ان کا حل تجویز فرما کر مرحمت فرمائیں۔ یہ چند معروضات اس لیے ارسال کر رہا ہوں کہ میں نے آپ کی تصنیفات میں سے رسائل و مسائل حصہ اول و دوم اور تفہیمات حصہ اول و دوم کو بہ نظر غائر دیکھا ہے۔ ان میں آپ نے جن آیات اور احادیث پر قلم اٹھایا ہے ان کے مفاہیم کو دلائل سے واضح فرمایا ہے۔ بنابریں میں امید کرتا ہوں کہ میرے پیش کیے ہوئے گذارشات کو بھی دلائل سے بیان فرما کر میری تشفی فرمائیں گے۔

(۱) سورۂ یونس کی آیت فکفیٰ باللہ شھیداً بیننا وبینکم ان کنا عن عبادتکم لغٰفلین کی تفسیر کرتے ہوئے آپ نے فرمایا "یعنی وہ تمام فرشتے۔ الخ اور وہ تمام جن و ارواح اسلاف و اجداد، انبیاء، اولیاء، شہداء وغیرہ جن کو خدائی صفات میں شریک ٹھیرا کر وہ حقوق انہیں ادا کیے گئے جو دراصل خدا کے حقوق تھے وہاں اپنے پرستاروں سے صاف کہہ دیں گے کہ ہمیں تو خبر تک نہ تھی کہ تم ہماری عبادت بجا لا رہے ہو۔ تمہاری کوئی دعا، کوئی التجا، کوئی پکار اور فریاد، کوئی نذر و نیاز، کوئی چڑھاوے کی چیز، کوئی تعریف و مدح اور ہمارے نام کی جاپ اور کوئی سجدہ ریزی و آستانہ بوسی و درگاہ گردی ہم تک نہیں پہنچی"۔ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ جتنے لوگ مر چکے ہیں، خواہ وہ انبیاء علیہم السلام ہوں یا اولیاء کرام ہوں، وغیرہ، ان کے مزاروں اور قبروں پر لوگ جا کر چیخیں چلائیں اور حاجات کے لیے پکاریں وہ اس سے بالکل بے خبر ہوتے ہیں اور کچھ نہیں سنتے، اور اس مضمون پر بہت سی آیات دلالت کرتی ہیں، مثلاً سورۂ نحل والقوا الیھم القول انکم لکاذبون میں بھی آپ نے تصریح فرمائی ہے۔ اور انک لا تسمع الموتیٰ ۔ وما انت بمسمع من فی القبور۔ ان تدعوھم

لا یسمعوا دعاءکم۔ ومن اضل ممن یدعوا من دون اللہ من لا یستجیب لہ الی یوم القیامۃ وھم عن دعائھم غافلون۔ لیکن جب حدیث کی طرف نظر پڑتی ہے تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ مردے سنتے ہیں اور زیارت کرنے والے کو پہچان لیتے ہیں اور سلام کا جواب بھی دیتے ہیں۔ یہاں پہنچ کر ذہن قلق و اضطراب کا شکار ہو جاتا ہے اور کوئی صحیح مطلب برآری نہیں کر سکتا اور نہ کوئی صحیح تاویل سمجھ میں آتی ہے۔ لہٰذا اس مضمون کی چند حدیثیں پیش خدمت کرتا ہوں، براہ کرم ان حدیثوں کا مطلب بیان فرما کر عقدہ کشائی فرماویں۔

(۱) مقتولین بدر سے حضور علیہ السلام کا الیس قد وجدتم ما وعد کم ربکم حقاً فرمانا اور حضرت عمرؓ کا یہ کہنا "یا رسول اللہ! ما تکلم من اجساد لا ارواح لھا اور حضور کا ارشاد فرمانا ما انتم باسمع لما اقول منھم صاف دلالت کرتا ہے کہ مردے سنتے ہیں۔ اس حدیث کی تاویل جو حضرت عائشہؓ سے منقول ہے اس کی رُو سے حضرت عمرؓ کے سوال اور حضور کے جواب میں کوئی مناسبت معلوم نہیں ہوتی۔

(۲) اخرج ابن عبد البر وقال عبد الحق اسنادہ صحیح عن ابن عباس مرفوعاً، ما من احد یمر بقبر اخیہ المؤمن کان یعرفہ فی الدنیا فیسلم علیہ الا عرفہ ورد علیہ۔

(۳) فی الصحیحین من قولہ صلی اللہ علیہ وسلم، ان العبد اذا وضع فی قبرہ وتولی عنہ اصحابہ انہ لیسمع قرع نعالھم

دوسری چیز جو قابلِ توضیح ہے وہ یہ ہے کہ سورۂ نحل کی اس آیت وَالَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ من دون اللہ لا یخلقون شیئاً وھم یخلقون، اموات غیر احیاء وما یشعرون ایان یبعثون کی تشریح کرتے ہوئے آپ نے فرمایا ہے کہ یہاں جن بناوٹی معبودوں کی تردید کی جا رہی ہے وہ فرشتے یا جن یا شیاطین یا لکڑی پتھر کی مورتیاں نہیں بلکہ اصحاب قبور ہیں اور کچھ آگے چل کر تحریر فرماتے ہیں کہ لامحالہ اس آیت میں اَلَّذِیْنَ یدعون من دون اللہ سے مراد انبیاء، اولیاء، شہداء، صالحین اور دوسرے غیر معمولی انسان ہی ہیں۔ الخ۔

اب عرض یہ ہے کہ سورۂ بقرہ میں اللہ تعالیٰ نے شہداء کو موتی کہنے کی نہی فرمائی ہے ارشاد موجود ہے:۔ لَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ یُّقْتَلُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَمْوَاتٌ بَلْ اَحْیَاءٌ وَّلٰکِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ، اسی سورۃ میں اللہ تعالیٰ

نے شہداء کو اموات غیر احیاء کیوں کہا؟ بظاہر آپ کی تشریح کے لحاظ سے ان دونوں آیتوں میں تضاد معلوم ہوتا ہے۔

"اموات غیر احیاء" کے عموم میں آپ نے انبیاء علیہم السلام کو بھی داخل کیا ہے حالانکہ بہت سی احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ انبیاء علیہم السلام قبروں میں جسد عنصری کے ساتھ زندہ ہیں، وہ نمازیں بھی پڑھتے ہیں، سلام سنتے اور اس کا جواب بھی دیتے ہیں (۱) الانبیاء احیاء فی قبورھم یصلون (۲) مررت بموسیٰ وھو قائم یصلی فی قبرہ (۳) من صلیٰ علی عند قبری سمعتہ ومن صلیٰ علی نائیا ابلغتہ۔ حتیٰ کہ بعض بزرگوں نے تو یہاں تک کہہ دیا ہے کہ بعد از وفات حضورؐ کے ہونٹوں میں حرکت ہوئی اور جنازہ میں کلام فرمایا کہ: یبرابلیس وماہی ابرہیس سوف تعلمون۔ اور قبر میں کلام فرمایا جس کو بعض اصحاب نے سنا۔ یہ تو وفات کے بعد فوری بات تھی کہ روح نے جسم کو کلیۃً نہیں چھوڑا تھا لیکن بعد میں تا حشر بھی روح کا وہی تعلق بدن سے قائم رہے گا۔ نیز بزرگوں کے اقوال کو چھوڑ دیئے۔ مذکورہ بالا تین حدیثیں آپ کی تفسیر کے خلاف پڑتی ہیں، براہ کرم ان کی تشریح کیجیے۔

جواب: آپ نے جس اشکال کا ذکر کیا ہے وہ بظاہر تو بہت پیچیدہ معلوم ہوتا ہے۔ لیکن تھوڑا سا غور کرنے پر ساری پیچیدگی رفع ہو جاتی ہے۔ موت کے متعلق یہ بات تو عقل عام اور مشاہدے سے معلوم و معروف ہے کہ وہ جسم اور روح کے درمیان اُس تعلق کے انقطاع کا نام ہے جو عرف عام میں زندگی کے لفظ سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ اس معنی میں عام انسانوں کی طرح انبیاء، اولیاء اور شہداء سب نے وفات پائی ہے۔ اور خود شریعت بھی ان کو دفن کرنے کی اجازت دیتی ہے، ان کا ترکہ تقسیم کرتی ہے (رہا انبیاء کے معاملہ میں تقسیم ترکہ کو منع کرتی ہے) ان کی بیواؤں کے نکاح ثانی کو جائز رکھتی ہے (رہا انبیاء کی حد تک اس کو حرام کرتی ہے نہ اس بنا پر کہ ان کے شوہر زندہ ہیں بلکہ اس بنا پر کہ ان کی حیثیت امت کے لیے بمنزلہ مادر ہے)، اور ان کے لیے موت یا قتل، یا وفات کے الفاظ استعمال کرتی ہے۔ اب لامحالہ جو زندگی ان کے لیے ثابت ہے وہ زندگی کے معروف معنی سے مختلف ہے۔ اس حقیقت کو نگاہ میں رکھ کر جب آپ قرآن اور حدیث کے بیانات پر غور کریں گے تو آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ اس زندگی سے مراد بہر حال برزخی زندگی ہی ہے خواہ اس کے مدارج ہر ایک گروہ